احادیثِ موضوعہ

اور امام احمد رضا



(تصنیفِ لطیف)

حضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

www.faizahmedowaisi.com

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبي بعدہ

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم   جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

یہ شعر آپ کو خوب سجتا ہے طرفہ یہ کہ اگرچہ یہ شعر آپ کی نعت کا مقطع ہے لیکن شعر آپ کا نہیں (تفصیل فقیر نے شرح حدائق بخشش میں لکھ دی ہے) پھر یہ مبالغہ بھی نہیں حقیقت ہے اس لئے امام احمد رضا قدس سرہ ہر فن میں قلم کے بادشاہ ہیں کہ جس موضوع سے بحث کی تو گویا خود موضوع بول پڑتا ہے کہ

حق یہ ہے کہ حق ادا کر دیا

احادیث موضوعہ کو چونکہ فن حدیث سے تعلق ہے اور اعلیٰ حضرت الحمدللّٰہ فن حدیث کے بھی امام ہیں۔ فقیر نے ''علم الحدیث اور امام احمد رضا'' میں آپ کے فن حدیث میں تبحُّر (گہرائی) کے دلائل دیے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ فن حدیث میں امام بخاری رحمۃاللّٰہ تعالیٰ علیہ کو امیر المحدثین کہا جاتا ہے لیکن آج امام بخاری رحمۃاللّٰہ تعالیٰ علیہ ہمارے مَمدُوح (پسند) کی حدیث دانی وحَذاقَت (دانائی) کو ملاحظہ فرماتے تو فرحت و سرور کے انداز میں فرماتے :

یا أحمد رضا أنت إمام المحدثین

یعنی اے امام احمد رضا تم اپنے وقت کے امام المحدثین ہو۔

چونکہ دورِ حاضرہ میں جہال مقررین کی بہتات ہے کہ جو منہ میں آیا کہہ دیا۔ دوسری طرف غیر مقلدین اور بعض دیوبندی اکثر احادیث کو موضوع کہنے کے عادی بن گئے ہیں۔ فقیر نے چاہا کہ ہر دونوں کو اِفراط وتفرِیط (غیر معتدل حالت) سے نکال کر جادۂ اِستقامت (ثابت قدمی) پر لا کر کھڑا کروں تو بجائے علیحدہ مستقل تصنیف تیار کرنے کے اپنے مرشد و امام، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت، مجددِ دین و ملت شاہ احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی تصانیف میں سے ایک مجموعہ پیش کردوں جو یکجا ''ردِ بدعات و امام احمد رضا'' میں ہے وہاں بقدرِ ضرورت ہے فقیر اضافہ یا حاشیہ عرض کرتا چلا جائے گا۔

مقدمہ

قبل اس کے کہ فقیر امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی بیان کردہ احادیث موضوعہ عرض کرے مناسب سمجھتا ہوں کہ حدیث موضوع کی ضروری باتیں بطور مقدمہ لکھ دوں تاکہ نہ صرف امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی بیان کردہ روایات کے لئے مفید ہوں بلکہ اس فن کے ہر قاری کو فائدہ بخشے۔

لغت میں موضوع بمعنی منگھڑت شے کہ جس کی کوئی بنیاد نہ ہو اور اصطلاحِ محدثین میں راوی پر حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سلسلہ میں جھوٹ کا الزام ہو تو اس کی روایت کی ہوئی حدیث موضوع کہلاتی ہے۔ خواہ حدیث میں عمداً کذب بیانی کا الزام عمر بھر میں صرف ایک دفعہ ہی ہوا ہو۔ پس ایسی حدیث جس میں یہ تنہا ہو موضوع ہی سمجھی جائے گی اگرچہ وہ تائب بھی ہو گیا ہو اسی لئے کہا جاتا ہے کہ موضوع (بناوٹی) ہونے کا فیصلہ بطریق گمان ہوتا ہے اور کبھی وَضع (ایجاد) کرنے والے کے اقرار سے ہوتا ہے۔[1] لیکن یاد رکھیئے کہ جیسے منگھڑت (موضوع) حدیث بیان کرنا گناہ ہے ایسے ہی صحیح یا کم از کم ضعیف کو بھی موضوع کہہ دینا جرم عظیم ہے۔ اسی لئے اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ خواہ مخواہ تحقیق کی روایت کو موضوع کہہ کر اس کے عمل یا عقیدت باز رہا تو کل قیامت میں منکرینِ حدیث کے زُمرے (جماعت) میں اُٹھنا پڑے گا۔ فقیر چند قواعد لکھ دیتا ہے کہ کسی حدیث موضوع کو کہتا بھی ہے تو ان قواعد کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

صاحب روح البیان کا نکتہ در بارئہ احادیثِ موضوعہ: صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس فقیر کو ان احادیث مبارکہ کے متعلق تقریر ذیل الہام ہوا کہ احادیث مذکورہ عنداللہ یا تو صحیح ہیں یا ضعیف ہیں یا جھوٹی اور وضعی (موضوع) ہیں اگر عنداللہ وہ صحیح ہوں تو پھر ان پر عمل کرنے میں ثواب ہی ثواب ہے اگر ضعیف ہیں تب بھی ان پر عمل کرنے میں حرج نہیں اس لئے کہ تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ

إن الحديث الضعيف يجوز العمل به في الترغيب والترهيب فقط كما في الأذكار للنووي وإنسان العيون لعلي بن برهان الدين الحلبي والأسرار المحمدية لابن فخر الدين الرومي وغيرها۔

اور اگر وہ موضوع ہیں تو اس کے متعلق ایک حکایت سے اندازہ لگائیں کہ اس پر عمل کر لیا جائے تو نیک نیت ہو تو ثواب کی اُمید کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ امام حاکم وغیرہ لکھتے ہیں کہ ایک مرد زاہد و عابد تھا لیکن احادیثِ موضوعہ در بارۂ فضائلِ قرآن و فضائل سورۃ القرآن کے وضع کرنے کا بھی ماہر تھا۔ کسی نے اسے کہا کہ تم کیوں احادیث وضع کرتے ہو یہ تو گناہ ہے۔ اس نے جواب دیا کہ چونکہ لوگ قرآن پاک کی تعلیم اور اس کی تلاوت سے دور ہوتے جا رہے ہیں اس لئے ارادہ ہوا کہ ان کے متعلق انہیں احادیث گھڑ کر قرآن مجید پڑھنے کی ترغیب و ترہیب دوں اگرچہ وضعی (من گھڑت) سہی۔ اسے کہا گیا یہ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے صریح خلاف ہے۔

كما قال النبي ﷺ من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار۔

جس نے مجھ پر جھوٹ بہتان تراشا اسے چاہیے وہ اپنا گھر جہنم میں بنالے۔

اس زاہد نے جواب دیا کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بہتان تو نہیں تراشتا میں تو ان کے دین کے فائدہ کے لئے حدیث گھڑتا ہوں۔ آپ نے من كذب علي فرمایا ہے نہ کہ كذب له اور میں الحمد للہ من كذب له کا مصداق ہوں۔ گویا اس زاہد و عابد نے یہ تاویل کر لی کہ وہ روایات وضع کرنا حرام ہیں

(1) المقدمة في أصول الحديث للشيخ عبد الحق المحدث الدهلوي, ص 78ـ82, مكتبة المدينة كراتشي باكستان.

جو اسلام کے قواعد اور شرع واحکام واسلام کے فساد کا موجب ہوں اور میرا عمل تو دین اور شریعت کے احکام کے فائدہ کے لئے ہے بلکہ ان کی اتباع کی ترغیب ہے اور انہی کے طریقے پر چلنے کا بہترین ذریعہ ہے۔[2]

جائز جھوٹ بولنے کا قاعدہ: حضرت شیخ عزالدین بن عبدالسلام قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ گفتگو مقاصد کے حصول کا وسیلہ ہے لیکن ہر اچھے مقصود کو سچ اور جھوٹ سے حاصل کیا جا سکتا ہے مگر اس کے حصول میں جھوٹ بولنا حرام اور اشد حرام ہے ہاں اگر سوائے جھوٹ کے اس کا حصول ناممکن ہو تو ایسے مقام پر جھوٹ بولنا مباح ہے۔[3]

مسئلہ: اگر وہ مقصد مباح ہو تو اس کے لئے جھوٹ بولنا مباح اگر واجب ہے تو واجب۔ یہی قَاعِدَۃٌ کُلِّیَّۃ (عام قاعدہ) ہے جسے شیخ سعدی قدس سرہ نے یوں ادا فرمایا:

خرد منداں گفته اند دروغ مصلحت آمیز به از راست فتنه انگیز

اور حضرت لطیفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

دروغی که جان ودلت خوش کند به از راستی کان مشوش کند[4]

وہ جھوٹ جو تیری جان اور دل کو خوش کرے اس سچ سے بہتر ہے جو تجھے پریشان کرے۔

انتباہ: احادیث موضوعہ میں انسان کے لئے ضروری نہیں کہ ان پر خواہ مخواہ عمل کرے اگر اسے ناقلین روایت جو بہت بڑے اکابر محدثین ہوتے ہیں بالخصوص جلیل القدر تفاسیر میں مندرجہ ہوتی ہیں پر حسن ظن ہو کہ یہ حضرات جب اپنی تصانیف میں عام کلمہ بڑی سوچ بچار سے تحریر فرماتے ہیں تو روایت حدیث میں کس طرح تَسَاہُل (نظر انداز) کرتے۔ اس اعتبار سے ایسی احادیث موضوعہ پر عمل کر لے تو کوئی حرج نہیں اگر صرف بعض محدثین کے کہنے پر کہ یہ احادیث موضوعہ ہیں اگر عمل نہ کرے اور ان احادیث کے بتائے ہوئے بہت فوائد ومنافع سے محروم ہو جائے تو اس کی اپنی مرضی۔[5] صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات وکنایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان احادیث پر عمل کر لینا چاہیے۔

قاعدہ: بہت سے روایات پر عام محدثین کا اتفاق ہو جاتا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے حالانکہ در حقیقت وہ حدیث صحیح نہیں ہوتی ان کی کسی روایت پر اتفاق کر لینے وہ حدیث صحیح نہیں بن جاتی اس لئے کہ انسان خطاونسیان سے مرکب ہے اس روایت ودیگر جمیع احوال کا صحیح علم اللہ عزوجل کو ہوتا ہے۔[6]

---

(2) روح البیان, سورۃالتوبة, تحت الآية 129, 547/3, 548, دار الفکر بیروت.

(3) روح البیان, سورۃالتوبة, تحت الآية 129, 548/3, دار الفکر بیروت.

(4) روح البیان, سورۃالتوبة, تحت الآية 129, 548/3, دار الفکر بیروت.

(5) روح البیان, سورۃالتوبة, تحت الآية 129, 548/3, دار الفکر بیروت.

(6) روح البیان, سورۃالتوبة, تحت الآية 129, 548/3, دار الفکر بیروت.

شیخ اکبر قدس سرہ کی تقریر: حضرت شیخ اکبر قدس سرہ الاکبر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے کلام سنتے ہیں جو حدیث کے حکم کے صریح خلاف ہوتا ہے جسے عوام سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے کا اجتہاد ہے اس کا اجتہاد مبنی خطا ہے لیکن اس بندۂ خدا کو وہ حدیث شریف بذریعہ کشف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاصل نہیں ہوئی۔ اگرچہ اس کا حکم انہیں معلوم تھا لیکن وہ بندۂ خدا بہت بڑے مرتبے کا مالک ہے اس لئے وہ راوِیانِ حدیث (حدیث کے راویوں) پر اعتبار نہیں کرتا اور معنی پر کہ وہ راوی اگرچہ بڑے عادل اور ثقہ سہی لیکن سہو و نسیان سے بری نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ مبدا (سرے سے) تاویلات و تحریفات سے معصوم مانے جاتے ہیں لیکن وہ بندۂ خدا مشاہدہ سے اپنی بات پر محکم و مضبوط ہوتا ہے۔[7] فلھذا اس کی بات کی روایت پر عمل کرنے والوں کو ملامت نہیں کی جاسکتی اگرچہ محدثین کے نزدیک حدیث موضوع قرار پائے گی اور شرعی احکام کا ترتب بھی انہی پر ہوگا۔ ان کشفی احادیث پر مسائل و احکام ترتب نہیں ہوسکے گا لیکن ان پر اعتراض بے جا ہے۔ (لیکن ایسے بندگانِ خدا عالم دنیا میں کالعنقاء ہیں البتہ مکر و فریب کے جال پھیلانے والے لاتعداد ولا تحصی ہیں قادیانی نے کیا اور اس کے چیلے چانٹوں نے۔ اُویسی غفرلہ')

علاماتِ احادیث موضوعہ:

(۱) تاریخ مشہور کے خلاف روایت ہو یہ کہا جائے کہ ابن مسعود نے غزوۂ صفین میں ایسے کیا یہ غلط اسی لئے ہے کہ ابن مسعود تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فوت ہوگئے۔ مندرجہ ذیل بھی اسی قسم سے ہے:

درجمل چوں معاویہ بگریخت　　خون حلقے بے بہ بہیدہ ریخت

جنگ جمل میں جب حضرت معاویہ بھاگ گئے تو بہت سی مخلوق کا خون بے کار بہا

اس قسم کی من گھڑت حدیثیں ادنی تامل اور ذرا سی تاریخی جستجو سے پہچانی جاسکتی ہیں۔

(۲) راوی رافضی ہو اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق حدیث بیان کرے یا ناصبی ہو اور اہل بیت پر طعن کے سلسلے میں حدیث روایت کرے اسی طرح اور مثالیں ہیں لیکن یہاں یہ بات بھی لحاظ کے قابل ہے کہ اگر راوی روایت میں منفرد ہے تو اس کی حدیث کا کوئی اعتبار نہیں البتہ اگر وہ دوسرے بھی وہی روایت کرتے ہیں تو اس کی حدیث کو قبول کرنا چاہیے لیکن اس حدیث کی معقول توجیہ اور تاویل پر غور کرنا چاہیے۔

(۳) راوی ایسی بات روایت کرے جس کا جاننا اور اس پر عمل کرنا ہر مکلف پر فرض ہو اور وہ روایت میں منفرد ہو تو یہ حدیث کے جعلی اور راوی کے جھوٹے ہونے کا بڑا قرینہ ہے۔

(۴) وقت اور حالت ہی راوی کے جھوٹا ہونے کا قرینہ ہو جیسے غیاث بن ابراہیم کا واقعہ ہے کہ وہ مہدی خلیفہ عباسی کی مجلس میں حاضر ہوا اور وہ اُس کبوتر اُڑانے میں مشغول تھا اس نے یہ دیکھ کر فوراً یہ حدیث بیان کی:　　لا سبق إلا في نصل أو خف أو حافر أو جناح

یعنی بازی جائز نہیں مگر اونٹ، تیتر، گھوڑے اور پرندہ میں۔

---

(7) روح البیان، سورۃ التوبۃ، تحت الآیۃ 129، 548/3، دار الفکر بیروت.

اس نے محض مہدی کی خوشامد میں ''جناح'' کا لفظ اپنی طرف سے بڑھادیا۔[8]

(۵) روایت عقل وشرع کے مقتضی کے خلاف ہو اور قواعد شرعیہ اس کی تکذیب کریں جیسے قضائے عمری یا اس جیسی باتیں یا جیسے روایت کرتے ہیں کہ

لا تأكلوا البطيخ حتى تذبحوها   یعنی جب تک خربوزے کو تراش نہ لو نہ کھاؤ۔

(۶) اس حدیث میں ایسا حسی واقعی قصہ مذکور ہو کہ اگر فی الواقع وہ پایا جاتا تو ہزاروں آدمی اس کو نقل کرتے۔ مثال کے طور پر ایک شخص روایت کرتا ہے کہ آج بروز جمعہ خطیب کو برسرِ منبر قتل کر ڈالا اور اس کی کھال کھینچ لی اور اس واقعہ کا راوی اس روایت میں منفرد اور تنہا ہے اور دوسرا کوئی راوی نہیں۔

(۷) لفظ اور معنی کا رَکیک (باریک) ہونا مثلاً ایسے لفظ سے روایت کرے جو بلحاظ قواعد عربیہ درست نہ ہو یا اس کے معنی رسالت اور وقارِ نبوت کے مناسب نہ ہوں۔

(۸) صغیرہ گناہ میں ڈرانے میں حد سے زیادہ مبالغہ کیا گیا ہو یا تھوڑے سے عمل پر حد سے زیادہ ثواب کا مستحق قرار دیا گیا ہو جیسا کہ کہا گیا ہے:

من صلى ركعتين فله سبعون الف دار وفى كل دار سبعون الف بيت وفى كل بيت سبعون الف سرير وعلى كل سرير سبعون الف جارية۔

جس نے دو رکعت نماز پڑھی اس کے ستر (۷۰) ہزار مکان ہیں اور ہر مکان میں ستر (۷۰) ہزار کمرے ہیں اور ہر کمرے میں ستر (۷۰) ہزار تخت ہیں اور ہر تخت پر ستر ہزار لونڈیاں ہیں۔

اس قسم کی اکثر حدیثیں خواہ ثواب کے متعلق ہوں یا عذاب کے انہیں جعلی اور موضوع سمجھنا چاہیے۔

(۹) ذرا سے عمل اور معمولی سے کام پر حج وعمرہ کے ثواب کی اُمید دلانا۔

(۱۰) خیر کے کام کرنے والوں کو یہ خوشخبری دینا اور ان سے یہ وعدہ کرنا کہ انہیں انبیاء علیہم السلام کا سا ثواب ملے گا یا یہ کہے کہ ستر نبیوں کا سا ثواب پائے گا یا اسی قسم کی بہت سی باتیں کرنا۔

(۱۱) راوی نے حدیث کے وضع کرنے کا خود اقرار کیا ہو[9] جس طرح نوح بن ابی مریم کے ساتھ واقعہ پیش آیا ہے کہ اس نے قرآن کی ہر ایک سورت کی فضیلت میں حدیثیں گھڑیں اور انہیں رواج اور شہرت دی ہے جیسا کہ بیضاوی میں ہر سورت کے آخر میں اس کے فضائل کو بیان کیا گیا ہے۔ جب نوح بن ابی مریم کو پکڑا گیا اور صحت سند کے بارے میں اس سے پوچھا گیا تو اس نے اعتراف کیا کہ ان حدیثوں کے وضع کرنے سے میری نیت خیر کی تھی کیونکہ میں نے جب یہ دیکھا کہ

---

(8) نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر, 224/1, مطبعة سفير بالرياض, الطبعة الأولى, 1422ھ.
(9) نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر, 224/1, مطبعة سفير بالرياض, الطبعة الأولى, 1422ھ.

قرآن کو چھوڑ کر لوگ تاریخ، تفسیر اور ابو حنیفہ رحمۃاللہ علیہ کی فقہ میں مشغول ہیں تو لوگوں کو ترغیب دینے کی غرض سے میں نے ان حدیثوں کو گھڑا تاکہ علومِ قرآن کی طرف ان کا رُحجان(توجہ) بڑھے اور ثواب کے اعتقاد سے تلاوتِ قرآن اور اس کے درس میں مشغول ہوں۔[10] حالانکہ اس کا یہ عذر گناہ سے بھی بدتر تھا کیوں کہ فضائل قرآن میں جو صحیح حدیثیں وارد ہیں ترغیب کے لئے وہی کافی ہیں۔ اسی طرح تمباکو، حقہ اور قہوہ کے متعلق بہت سی حدیثیں گھڑی گئیں ہیں جن کے الفاظ اور معنی کی رَکاکَت(کمزوری) ظاہر اور واضح ہے۔ حدیثیں وَضع کرنے والے کچھ کم نہیں ہوئے ہیں اور اسی طرح ان کی اَغراض(مقاصد) بھی مختلف تھیں مثلاً زندیقیوں کا فرقہ ان کے پیشِ نظر محض شریعت کو باطل قرار دینا اور اس کا مذاق اڑانا تھا۔ چنانچہ ابن الراوندی نے یہ حدیث گھڑی تھی:

الباذنجان لما اکل له

یعنی بیگن سے غرض یہ ہے کہ اس کو کھایا جائے۔

اور اس سے اُس کی غرض محض شریعت کا مذاق اُڑانا تھی اور دراصل اس حدیث پر تعریض کرنا ہے۔

القرآن لما قری له وماء زمزم لما شرب له

قرآن اسی لئے ہے کہ اُس کو پڑھا جائے اور آبِ زم زم اسی لئے ہے کہ اُس کو پیا جائے۔

اہل علم نے کہا ہے کہ زندیقیوں کی چودہ ہزار حدیثیں مشہور ہو چکی ہیں۔ یہ اہل بدعت اور خواہشات کے بندے محض اپنے مذہب کی نصرت اور مخالف کے مذہب پر طعن کرنے کے لئے اس عمل کے مرتکب ہوئے ہیں اور رافضی، ناصبی اور کرامیہ تو اس عمل میں سب پر سبقت لے گئے ہیں۔ خارجی، معتزلہ اور زیدیہ تو پھر بھی اس امر قبیح کے اس قدر مرتکب نہیں ہوئے ہیں۔

اہل علم کی ایک جماعت جو علم حدیث سے مس نہیں رکھتی اُس نے جب یہ دیکھا کہ محدثین کو نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور ان کی بڑی تعظیم کی جاتی ہے تو چاہا کہ خود بھی محدث بن بیٹھیں اس لئے یہ نازیبا اور ناشائستہ عمل اختیار کیا جیسے ابوالبختری، وہب بن وہب، سلیمان بن عمرو النخعی، حسین بن علوان اور اسحاق بن نجیح وغیرہ اور اس جماعت کے بیشتر علماء وعظ و نصیحت میں مشغول رہے۔

فائدہ: ایک اور فرقہ جو زہد و عبادت اور دیانت میں مشہور تھا اُنہوں نے خواب میں یا کسی معاملہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یا ائمہ اطہار سے کوئی بات سنی تو اُنہوں نے اپنے خواب پر یا معاملہ پر یقین اور اعتماد کرتے ہوئے اُس بات کو مُبْہَم (جس میں شک پیدا ہو جائے) روایت کر دیا اور لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ واقعی حدیث ہے جو از راہِ ظاہر ان تک پہنچی ہے۔ چنانچہ ابو عبدالرحمن سلمی اور دوسرے صوفیوں کو جو حدیث کا ذوق نہ رکھتے تھے اسی عیب سے مُتَّہَم(بدنام) کیا گیا ہے اور ان کی روایت کو ناقابل اعتبار قرار دیا گیا ہے لیکن یہ حکم تمام صوفیہ پر لاگو کرنا خوارج کا طریقہ ہے۔

---

(10) شرح النخبة للملا علي القاري, 448/1, دار الأرقم لبنان بيروت.

فائدہ: دوسرا ایک اور فرقہ خلفاء، ملوک اور امراء کے ان مصاحبین کا ہے جنھوں نے محض ان کی دلجوئی کے لئے حدیثیں گھڑیں اور دین کو دنیا کے بدلے بیچا۔

فائدہ: ایک اور فرقہ نے بغیر ارادہ بھی حدیثیں وضع کی ہیں جس کی صورت یہ ہوئی کہ اُنہوں نے جہالت اور توہم (وہم میں پڑنے) کی وجہ سے کسی صاحب تجربہ شخص یا صوفی یا حکمائے سابقین میں سے کسی حکیم کا کوئی کلام سنا اور اس کو پیغمبر علیہ السلام سے منسوب کر دیا۔ صرف اس خیال سے کہ ایسا حکیمانہ کلام اور ایسی حکمت کی بات پیغمبر علیہ السلام کے سوا اور کسی کی نہیں ہو سکتی۔ اس فرقہ کی کوئی حدو نِہایَت (انتہا) نہیں ہے اکثر عوام اسی مرضی میں مبتلا ہیں اور اللہ عزوجل ہی توفیق دینے والا اور خرابیوں سے بچانے والا ہے۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کی ثابت کردہ بے اصل روایات

اس کی تفصیل ملاحظہ ہو:

(۱) مسئلہ

ایک واعظ نے یہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ تم وحی کہاں سے اور کس طرح لاتے ہو؟ آپ نے جواب عرض کیا کہ ایک پردہ سے آواز آتی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کبھی تم نے پردہ اٹھا کر دیکھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میری یہ مجال نہیں کہ پردہ کو اٹھاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ اب کی مرتبہ پردہ اٹھا کر دیکھنا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایسا ہی کیا، کیا دیکھتے ہیں کہ پردہ کے اندر خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں اور عمامہ سر پر باندھے ہیں اور سامنے شیشہ رکھا ہے اور فرما رہے ہیں کہ میرے بندے کو یہ ہدایت کرنا، یہ روایت کہاں تک صحیح ہے، اگر غلط ہے تو اس کا بیان کرنے والا کس حکم کے تحت میں داخل ہے؟

الجواب: یہ روایت محض جھوٹ اور کذب واِفتِراء (بہتان) ہے اور اس کا بیان کرنے والا ابلیس کا مسخرہ (ملازم) اور اگر اس کے ظاہر مضمون کا معتقد ہے تو صریح کافر۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب[11] (قانونِ شریعت صفحہ ۲۱،۲۲)

(۲) عرض

یہ صحیح ہے کہ شب معراج مبارک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرشِ بریں پر پہنچے نعلین پاک اتارنا چاہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وادی ایمن میں نعلین شریف اتارنے کا حکم ہوا تھا۔ فوراً غیب سے ندا آئی اے حبیب تمہارے مع نعلین شریف رونق افروز ہونے سے عرش کی زینت و عزت زیادہ ہو گی۔

ارشاد: یہ روایت محض باطل و موضوع ہے۔[12] (الملفوظ جلد۲ صفحہ ۹۲)

---

(11) فتاویٰ رضویہ، کتاب السیر، مسئلہ 54، 14/307تا311، ناشر مکتبۃ المدینہ فیضان مدینہ کراچی

(12) ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ دوم، ص 293، ناشر مکتبۃ المدینہ فیضان مدینہ کراچی، 12 جمادی الاخری 1430ھ 5 جون 2009ء۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے روایت کو موضوع بتایا ہے یہ کیسے کہا جاتا ہے کہ آپ مع نعلین بر عرش (نعلین کے ساتھ عرش پر تشریف لے جانے) کے قائل نہیں۔ روایت کا موضوع ہونا اور بات ہے اور نفس مسئلہ شے دیگر۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت مع نعلین بر عرش کے منکر نہیں۔ تفصیل فقیر نے رسالہ ''عرشیہ'' میں عرض کر دی ہے۔(اُویسی غفرلہ')

(۳) عرض

شب معراج جب براق حاضر کیا گیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آبدیدہ ہوئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سبب پوچھا فرمایا آج میں براق پر جا رہا ہوں کل قیامت کے دن میری اُمت برہنہ پاپل صراط کی راہ طے کرے گی۔ یہ تقاضائے محبت وشفقت اُمت کے موافق نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا یوں ہی ایک ایک براق بروزِ حشر تمہارے ہر اُمتی کی قبر پر بھیجیں گے۔ یہ روایت صحیح ہے یا نہیں؟

ارشاد: بالکل بے اصل ہے ایسی ہی اور بھی بہت سی روایات بالکل بے اصل وبیہودہ ہیں کیا کہا جائے۔[13] (الملفوظ جلد۲ صفحہ ۹۲)

(۴) **مسئلہ:** مولیٰ علی نے لال کافر کو مارا اور وہ بھاگا اور ہنوز زندہ ہے آیا اس کی خبر حدیث سے ہے اور کب تک زندہ رہے گا اور پھر ایمان لائے گا یا نہیں؟

الجواب: یہ بے اصل ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم[14] (احکام شریعت صفحہ ۲۰)

(۵) **مسئلہ:** داستانِ امیر حمزہ میں جو عمرو عیار کا ذکر ہے یہ عمرو کون ہیں اور ان کی نسبت اس لفظ کا اطلاق کیسا ہے؟

الجواب: سیدنا عمرو بن اُمیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجلہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہیں۔ فیضی بے فیض نے جب داستانِ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ گڑھا اس میں جہاں صدہا کارِ ناشائستہ اور اطوار نابائستہ مثلاً مہر نگار دختر نوشیرواں پر فریفتہ ہو کر راتوں کو اس کے محل پر کمند (رسی کی سیڑھی) ڈال کر جانا اور معاذاللہ صحبتیں گرم رکھنا عم مکرم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسد اللہ واسد رسول سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنھما کی طرف نسبت کئے یوں ہی ہزارہا شہد پن اور مسخرگی کے بیہودہ جتن ان صحابی جلیل رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب کر دیئے اور انہیں معاذاللہ عیار زور وطرار کے لقب دے کر بحیلہ داستان جاہل بے چارے تبرائی بنائے۔ یہ اس مرد کی ناپاک بیباکی اور خدا اور رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر سخت جرات تھی۔ مسلمانوں کو ان شیطانی قصوں خصوصاً ان ناپاک لفظوں سے احتراز لازم ہے۔[15] (احکام شریعت جلد ۳، صفحہ ۳۲۳)

(۶) سوال

اب ایک حکایت بیان کرتا ہوں۔ دلیل الاحسان مطبع مصطفائی لاہور، تصنیف مولوی معنوی میاں عبداللہ متوطن ملتان صفحہ نمبر ۶۔

---

(13) ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ دوم، ص 294، ناشر مکتبۃ المدینہ فیضانِ مدینہ کراچی، 12 جمادی الاخری 1430ھ 5 جون 2009ء۔
(14) احکام شریعت، حصہ دوم، ص 170، ناشر نظامیہ کتاب گھر لاہور، جنوری 2009ء۔
(15) احکام شریعت، حصہ سوم، ص 325، ناشر نظامیہ کتاب گھر لاہور، جنوری 2009ء۔

نقل است که روزے پیغمبرﷺ درمسجد مدینه منوره نشسته بودند و باتمامی اصحابانِ صغار و کبار وعظ وحدیث شریف بیان می فرمودند که وحی جبریل علیه السلام درخدمت پیغمبرﷺ درآمد پیغمبرﷺ ازسبب بیان حدیث ووعظ بطرف وحی علیه السلام متوجه نشدند ووحی علیه السلام دردل خود وسوسه وکدورت بسیاردرخاطرکردند۔ گفت عجب است که کلام ربانی ازجانب باری تعالیٰ به آنحضرت میرسانم الحال بمن التفات نکردند ہموں وقت حضرت را از روئے کشف باطنی معلوم و مفہوم شد که بخاطر جبرئیل علیه السلام کدورت گذشت پس جبرئیل علیه السلام رانزد خود طلبیده پرسید که اے اخی کلامِ ربانی از کدام مقامِ بگوش ہوش تو میرسید گفت یا رسولاللهﷺ بالائے عرش یک قبه نور است بمثل حجره دراں جایک سوراخ است ازانجا بگوش من آوازمی رسد حضرت رسول علیه السلام فرمود بازنزد آں قبه بردازاں جاخبرگرفته زودبمن برساں۔ لیکن اندرون قبه نردی چوں مہترجبرئیل علیه السلام بموجب فرموده رسول اللهﷺ بازرفت و اندرونِ قبه درآمد چه بیند که اندرونِ قبه درآمد چه بیند که اندرون نورِمحمدﷺ است و حضرت خود نشسته اندو الحال مہترجبرئیل علیه السلام باز به جلدی پرواز فرموده برزمین درود نمود چه بیند که رسول خدا صلی الله علیه وسلم در ہمون مکان باصحابان درحدیث ووعظ مشغول اند۔جبرئیل علیه السلام ازمعائنه ایں حال متعجب بماند و حیران گشت و شرمناک شد ہ گفت که اے خدایا ازمن خطا شده مارا معاف فرمایند۔ (16)

اب عرض یہ ہے کہ یہ نقل اہل سنت وجماعت کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں؟

جواب:

لا إله إلا الله محمد رسول الله جل وعلا وﷺ أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده ورسوله عز جلاله وعليه أفضل الصلوٰة والسلام۔

اس کے ظاہر سے جو عوام جہاں کے خیال میں آئے وہ تو صاف صاف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذاللہ خدا کہنا ہے۔اس کے کفر صریح ہونے میں شک کیا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہزاروں طرح جس کا اِنسداد (خاتمہ) فرمایا ہے۔ مسیح علیہ السلام کی اُمت ان کے کمالات عالیہ دیکھ کر حد سے گزری اور ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہہ کر کافر ہوئی۔ہمارے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالاتِ اعلیٰ کے برابر کس کے کمالات ہو سکتے ہیں جس کے کمالات ہیں سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے کمالات کے تو اجلال (شان وشوکت) ہیں۔

من رأني فقد رأى الحق (17)

جس نے مجھے دیکھا بے شک اس نے حق دیکھا۔

(16) دلائل الاحسان، ص6، در مطبع مفید عام واقع لاہور طبع گردید، 1322ھ/1905ء

(17) صحيح البخاري، كتاب التعبير، باب من رأى النبي صلى الله عليه وسلم في المنام، 33/9، رقم الحديث 6996، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، 1422ه.

تواں تجلیوں کے سامنے کون تھا جو ''هذا ربي هذا أكبر'' نہ بول اُٹھتا؟

لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت نے اپنی اُمت کے حفظِ ایمان کے لئے ہر آن ہر ادا سے اپنی عبدیت اور اپنے رب عزو جل کی اُلوہیت (خدائی) ظاہر فرمادی۔ کلمہ شہادت میں رسولہ سے پہلے عبدہ رکھا کہ اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول۔

بالجملہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باعتبارِ حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس طور پر ہم نے تقریر کی اس مرتبہ اور اس سے بدرجہا زائد کے لائق ہیں مگر یہ واقعہ غلط اور باطل ہے بغیر رد کئے اس کا بیان حرام ہے۔[18] (ملحضاً فتاویٰ افریقہ صفحہ ۴۰)

(۷) ایک سائل نے متعدد سوال کے ساتھ ایک سوال اس طرح کیا:

ایک روز جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اخی! تم کو اپنے مقام سے یہاں تک آنے میں کتنا وقفہ ہوتا ہے؟ عرض کیا! حضور دستار مبارک کا پیچ تمام نہیں فرمانے پائیں گے کہ غلام اپنے مقام سے یہاں حاضر ہو جائے گا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاں سے تم کو حکم ملتا ہے وہاں پردہ پڑا ہوا ہے جاؤ اس کو اُٹھا کر دیکھو۔

ادھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دستارِ مبارک زیب سر فرمانا شروع کی۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے مقامِ مذکورہ پر پردہ اُٹھا کر دیکھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پٹکازیبِ سَر (سرپر صافہ آراستہ) فرمارہے ہیں۔ پھر زمین پر آکر اسی طرح پٹکا زیب سر فرماتے ہوئے دیکھا۔ اسی استعجاب میں چند مرتبہ آئے گئے۔ حیران ہو کر عرض کیا حضور مجھے کیوں دوڑایا جاتا ہے جب یہاں بھی آپ اور وہاں بھی آپ!

اس کے جواب میں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

یہ روایت محض کذب و باطل و مردود و موضوع وافتراء اور اختراع ہے۔ قاتل الله واضعها اور اس کا ظاہر سخت کفر ملعون ہے۔ ایسے تمام مضامین کا پڑھنا سننا سب حرام ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ أعلم۔[19] (فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۳۲۹)

(۸) سوال

اس مقام پر ایک حکایت بیان کرتا ہوں۔ دلیل الاحسان حسب فرمائش حاجی چراغ دین و سراج الدین تاجر کتب لاہور، درمطبع مصطفائی لاہور طبع شد۔ باب سوم، درفضیلت چہاریار رضی اللہ عنہم

روزے حضرت شاہ مردان علی کرم اللہ وجہہ بطرف گورستان رفت و استفادہ شد دیدند کہ ایک شخص ازعذاب قبر قرار میکند واللہ فوتی نارٌ و یمینی نارٌ و یساوی نارٌ امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ چون اورا درآن احوال ویدید کہ درعذاب قبر گرفتارست بروے رحم فرمودہ و ہمانجا وضو ساختہ صد رکعت نماز نفل گذاردہ و منہ ختم قرآن شریف تمام کردہ ثواب

---

(18) فتاوی افریقہ، ص 43-47، ناشر مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، اگست 2004ء۔

(19) فتاوی رضویہ، جلد 15، ص 298، 301، ناشر رضا فاؤنڈیشن لاہور، محرم 1420ھ اپریل 1999ء۔

آنرا با رواح آں میت بخشیدند لیکن ہرگز عذاب اورفع نشد پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ دریں احوال متفکروحیران ماندند کہ ایں بندہ رابسیارگناہ در پیش آمدہ کہ دعائے من قبول نمی شود وخلاصی او ازعذاب نمی گرد و حضرت علی کرم اللہ وجہہ ازانجا برخاستہ بہ پیش پیغمبر علیہ السلام آمدہ و دورانِ زماں آنحضرت ﷺ اندرونِ حجرہ نشستہ بودند کہ احوال آں میت حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان فرمود کہ یارسول اللہ ﷺ امروزبطرف گورستان رفتہ بودم دیدم کہ شخصے ازعذابِ قبرفریاد میکند من صد رکعت نمازِنفل گذاردہ و سہ ختم قرآن مجید کردہ بروحِ آں میت بخشیدم لیکن آں میت بعذاب گرفتاربماند وعذاب اورفع نشد چوں رسول کریم ﷺ اززبانِ علی کرم اللہ وجہہ ایں چنیں احوال شنیدند ہرچند کہ درحرم شریف خوش وقت نشستہ بود تدزودازاستماع ایں احوال بیقرارشدہ بطرف گورستان رواں شدند فرمودند کہ یا علی (رضی اللہ عنہ) ہمراہ من بیانید آں قبرمرانہما ئید تا احوال آں میت بہ بینم امیرالمؤمنین رضی اللہ عنہ آنحضرت را درآنجا بردند چوں رسول خداﷺ درآں قبرستان تشریف آوردند چہ بینند کہ آں میت راعذاب نمی شود ہرچند تفحص کردند نیا فتند حضرت علی رضی اللہ عنہ ر افرمودند مگر آں قبر ازشماسہوونسیان شدہ باشد آں قبردیگرخواہد بود حضرت علی کرم اللہ وجہہ (رضی اللہ عنہ) گفت یا رسول اللہ ﷺ ہمیں قبراست من آثارکردہ رفتہ بودم ہماں نشانی ست پس آنجا حضرت رسالت پناہ باحضرت علی کرم اللہ وجہہ معائنہ می فرمودند کہ جبریل ازدرگاہ رب العلمین بطرف سیدالمرسلین نازل شدہ گفت اے پیغمبرعلیہ السلام خدائے تعالیٰ تراسلام میرساند بعدہ می فرماید کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ راست می گوید کہ قبرآں بندہ ہمیں است لیکن الحال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ برائے عبادت و نماز وضو ساختہ بودند بعدہ شانہ برریش مبارک خودکردہ بودند چنانچہ یک موئے ازریش مبارک جدا شدہ بود چوں باد آں موئے رابرآں قبر انداختہ ازبرکت آں موئے مبارک صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ)تمامی گورستان را حق تعالیٰ بخشیدہ و آمرزیدہ است پس اے مؤمن ہرگاہ حق تعالیٰ درموئے ایشاں چندیں برکت فرمودہ پس ہزارلعنت برجان رافضی کہ درحق ایشاں گلہ کند یا چیزے دیگرگوید پس ہرمؤمن را لازم ست کہ چوں اسم مبارک صدیق اکبر بشنود ازدل و جان فدا شدہ بگوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (20)

مولاناصاحب! یہ حکایت صحیح ہے یانہیں اوراہل سنت کو ضروری ہے یا نہیں یہ فضیلت بیان کرنا۔یہاں پر زید صاحب کو اعتراض بڑا گزرا ہے کہ میاں اس حکایت کے بیان سے جناب سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مرتبہ کم کرنا اور سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مرتبہ زیادہ کرنا ہے۔وجہ یہ زید صاحب بتاتے ہیں کہ جناب سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے سو رکعت نماز پڑھی اور تین ختم قرآن شریف کا ثواب بخشا اور دعا مانگی پھر ان کی دعا کیسے رد ہو اور ایک بال کی برکت سے اللہ عزوجل بخش دے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ صاف کم کرنا ہے۔یہ قول زید کا باطل ہے یا نہیں۔اہل سنت کے نزدیک مگر شاید زید صاحب کو یہ خبر نہ ہو گی کہ اللہ عزوجل ایسا زبردست ہے کہ ایک کو ایک پر فضیلت و بزرگی دیتا ہے۔

ہاں دیکھو تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ

یہ پیغمبر ہیں کہ بزرگی دی ہم نے بعض ان کو اُوپر بعض کے،ان میں سے بعض وہ ہیں کہ باتیں کی اللہ نے ان سے اور بعض نے ان کے درجوں کو بلند کیا۔

(20) دلائل الاحسان، باب سیوم در فضیلت چھار یار رضی اللہ عنہم، ص98، در مطبع مفید عام واقع لاہور طبع گردید، 1322ھ/1905ء

یااللہ ہمارے مولانا صاحب کو زندگی میں برکت دے۔ آمین

الجواب: یہ حکایت محض باطل و بے اصل ہے۔ زید کی مراد مرتبہ کم کرنے سے اگر یہ ہے کہ صدیق اکبر مولیٰ علی سے افضل ٹھہرے جاتے ہیں (رضی اللہ عنہما) تو یہ بلاشبہ اہل سنت کا عقیدہ ہے اگرچہ اس حکایت کو اس سے بھی بحث نہیں وہ تو آیات واحادیث واجماع سے ثابت ہے اور اگر یہ مقصود کہ معاذ اللہ اس میں مولیٰ علی کرم اللہ وجھہ الکریم کی توہین لازم آتی ہے تو صریح باطل ہے۔

یہ حکایت اگر صحیح بھی ہو تو دعا کا مقصود اس میت کا عذاب سے نجات پانا تھا وہ بہت زیادہ ہو کر حاصل ہوا کہ تمام گورستان بخشا گیا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی دعا ہی کا اثر ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا موئے مبارک ہَوا وہاں لے گئی جس سے سب کی مغفرت ہو گئی تو یہ ردِ دعا ہوا یا اعلیٰ درجہ کا قبول اور فرض کیجئے کہ حکمت الٰہی نے اس وقت دعائے امیر المؤمنین علی کو قبول کے تیسرے اعلیٰ مرتبے میں رکھا یعنی آخرت میں اس کا ثواب ذخیرہ فرمایا۔ (کہ قبولِ دعا کے تین مرتبے ہیں (۱) جو مانگا مل جانا (۲) اس کے برابر بلا کا دفع ہونا یہ اس سے بہتر ہے (۳) اس کا ثواب آخرت کے لئے جمع رہنا، یہ سب سے اعلیٰ ہے) اور اس موئے مبارک کو ذریعہ مغفرت کر دیا کہ وہ کریم مسلمان کی پِیری (بُزرگی وضعیفی) سے حیا فرماتا ہے اور مسلمان بھی کون سا سردارِ جملہ مسلمین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (جن کی نسبت حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی پیری کو اپنی اُمت کی مغفرت کے لئے وسیلہ کیا کہ الٰہی ابو بکر کا صدقہ میری اُمت کے بوڑھوں کو بخش دے) تو اس میں معاذ اللہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کی کیا توہین ہوئی مگر جاہلانہ مت سب سے جدا ہوتی ہے۔ **واللہ تعالیٰ أعلم** [21] (فتاویٰ افریقہ صفحہ ۱۴۸ تا ۱۵۱)

(۹) **اول:** ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ شب معراج میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ نے عرشِ معلی پر اپنے اوپر سوار کر کے پہنچایا یا کاندھا دے کر اُوپر جانے کی مُعاوَنَت (مدد) کی یعنی یہ کام اوپر جانے کا براق اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انجام کو نہ پہنچا حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مہم سرانجام کو پہنچائی۔

دوسری: یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر میرے بعد نبی ہوتا تو پیرانِ پیر ہوتے۔

تیسری: یہ کہ زنبیل ارواح کی حضرت عزرائیل علیہ السلام سے حضرت پیرانِ پیر نے چھین لی تھی۔

چوتھی: یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی روح کو دودھ پلایا ہے۔

پانچویں: اکثر عوام کے عقیدہ میں یہ بات جمی ہوئی ہے کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ مرتبہ رکھتے ہیں۔ ان اقوال کا کیا حال ہے مفصل بیان فرما کر اجر عظیم اور ثوابِ کریم پائیں اور رفع نزع بین الفریقین فرمادیں۔

الجواب: اللهم لك الحمد، فقیر غفرلہٗ کلمات چند مجمل و سود مند گزارش کرے کہ اگرچہ فریقین میں کسی کو پسند نہ آئیں مگر بعونہٖ تعالیٰ حق و انصاف ان سے متجاوز نہیں۔

---

(21) فتاوی افریقہ، ص 138۔140، ناشر مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، اگست 2004ء۔

والحق أحق أن يتبع والله الهادي إلى صراط مستقيم۔

یہ قول کہ اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ہوتے اگرچہ اپنے مفہوم شرطی پر صحیح وجائزاطلاق ہے کہ بے شک مرتبہ علیہ رفعیہ حضورپرنورر ضی اللہ تعالیٰ عنہ ظل مرتبہ نبوت ہے۔خود حضور معلی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو قدم میرے جدّاکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُٹھایا میں نے وہیں قدم رکھا سوااقدامِ نبوت کے کہ ان میں غیر نبی کا حصہ نہیں۔

از نبی برداشتن گام ازتو بنہا دن قدم * غیر اقدام النبوة سد مشاه الختام

اور جواز اطلاق یوں کہ خود حدیث میں امیر المؤمنین عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے وارد:

لو كان بعدي نبي لكان عمر بن الخطاب(22)

میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔(رواه أحمد والترمذي والحاكم عن عقبة بن عامر والطبراني عن عصمة بن مالك)

دوسری حدیث میں حضرت ابراہیم صاحبزادۂ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے وارد:

لو عاش إبراهيم لكان صديقاً نبيا(23)

اگر جیتے تو صدیق وپیغمبر ہوتے۔(رواه ابن عساكر عن جابر بن عبدالله وعن عبدالله بن عباس وعن أبي أوفى والباوردي عن أنس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنهم)

علماء نے امام ابومحمد جوینی قدس سرہ کی نسبت کہا ہے کہ اگراب کوئی نبی ہوسکتا تو وہ ہوتے۔امام ابن حجر مکی اپنے فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

قال في شرح المهذب نقلا عن الشيخ الإمام المجمع على جلالته وصلاحه وإمامته أبي محمد الجويني الذي قيل في ترجمته لو جاز أن يبعث الله في هذه الأمة نبيا لكان أبا محمد الجويني۔(24)

---

(22)مسند أحمد, مسند الشاميين, حديث عقبة بن عامر الجهني عن النبي صلى الله عليه وسلم, 624/28, رقم الحديث 17405, مؤسسة الرسالة, الطبعة الأولى. 1421 ه 2001م.

سنن الترمذي, أبواب المناقب, باب في مناقب أبي حفص عمر بن الخطاب رضي الله عنه, 619/5, رقم الحديث 3686, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر, الطبعة الثانية. 1395 ه 1975م.

المستدرك على الصحيحين, كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم, ومن مناقب أمير المؤمنين عمر بن الخطاب رضي الله عنه, 92/3, رقم الحديث 4495, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى. 1411 1990.

المعجم الكبير للطبراني, باب العين, عصمة بن مالك الخطمي, 180/17, رقم الحديث 475, مكتبة ابن تيمية القاهرة, الطبعة الثانية.

(23)تاريخ دمشق لابن عساكر, السيرة النبوية, باب ذكر بنيه وبناته عليه الصلاة والسلام وأزواجه, 135/3, 136, 138, دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع, عام النشر: 1415 ه 1995م.

كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال, حرف الفاء, كتاب الفضائل من قسم الأفعال, الباب الأول في فضائل نبينا محمد صلى الله عليه وسلم واسمائه وصفاته البشرية, الفصل الثالث في فضائل متفرقة تنبيء عن التحدث بالنعم, 469/11, رقم الحديث 32204, مؤسسة الرسالة, الطبعة الخامسة. 1401ه/1981م.

(24)الفتاوى الحديثية لابن حجر الهيتمي, 174/1, دار الفكر.

مگر ہر حدیث حق ہے اور ہر حق حدیث نہیں، حدیث ماننے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے کے لئے ثبوت چاہیے بے ثبوت نسبت جائز نہیں اور قول مذکور ثابت نہیں۔ واللہ تعالیٰ أعلم

حضرت اُم المؤمنین محبوبۂ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روحِ اقدس سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو دودھ پلانا بعض مداحینِ حضور اسے واقعہ خواب بیان کرتے ہیں۔

كما رأيت في بعض كتبهم التصريح بذلك۔

اس تقدیر پر تو اصلاً وجہ اِستِبْعاد (سمجھ سے بالاتر) نہیں اور اب جو کچھ اس پر ایْراد (اعتراض) کیا گیا سب بے جا و بے محل ہے اور اگر بیداری ہی میں مانا جاتا تاہم بلاشبہ عقلاً ممکن اور شرعاً جائز اور اس میں کوئی بھی استحالہ در کنار استبعاد بھی نہیں۔

إن الله على كل شيءٍ قدير [25]

نہ ظاہر میں حضرت اُم المؤمنین کے پاس شِیر نہ ہونا کچھ اس کے منافی کہ اُمور خارقہ للعادت اسبابِ ظاہریہ پر موقوف نہیں نہ روح عامہ متکلمین کے نزدیک مُجرَّدات (غیر مادّی اشیا) سے ہے اور فی نفسہا مادیہ نہ سہی تاہم مادہ سے اس کا تعلق بدیہی نہ جسم، جسم شہادت میں منحصر۔

جسم مثالی بھی کوئی چیز ہے کہ ہزاروں احادیث برزخ وغیرہ اس پر گواہ، کیف ما کان شک نہیں کہ روح مفارق کی طرف نصوصِ متواترہ میں نزول وصعود ووضع و تمکن وغیرہا اعراض جسم وجسمانیات قطعاً منسوب اور وہ نسبتیں اہل حق کے نزدیک ظاہر پر محمول۔

یالیت شعری جب ارواحِ شہداء کا میوہ ہائے جنت کھانا ثابت:

الترمذي عن كعب بن مالك قال قال رسول الله ﷺ إن أرواح الشهداء في طير خضر تعلق من ثمر الجنة۔ [26]

بلکہ دوسری روایت میں ارواح عام مؤمنین کے لئے یہی ارشاد:

الإمام أحمد عن الإمام الشافعي عن الإمام مالك عن الزهري عن عبدالرحمن بن كعب بن مالك عن أبيه رضى الله تعالىٰ عنه عن النبي ﷺ نسمة المؤمن طائر يعلق فى شجر الجنة حتى يرجعه الله إلىٰ جسده يوم يبعثه۔ [27]

---

(25) فتاوی رضویہ، کتاب الشتی، رسالہ طرد الافاعی عن حمی ھادٍ رفع الرفاعی(۱۳۲۶ھ)، 28/413تا416، رضا فاؤنڈیشن لاہور

(26)سنن الترمذي, أبواب فضائل الجهاد, باب ما جاء في ثواب الشهداء, 176/4, رقم الحديث 1641, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر, الطبعة الثانية, 1395ھ 1975م.

(27)مسند أحمد, مسند المكيين, بقية حديث كعب بن مالك الأنصاري, 57/25, رقم الحديث 15778, مؤسسة الرسالة, الطبعة الأولى, 1421ھ 2001م.

تو دودھ پینے میں کیا استحالہ (محال) ہے حال روح بعد فراق و پیش از تعلق میں فرق کیا ہے۔ آخر حضرت ابراہیم علی ابیہ وعلیہ الصلوۃ والسلام کے لئے صحیح حدیث میں ہے کہ جنت میں دو دایہ ان کی مدتِ رضاعت پوری کرتی ہیں۔

أحمد و مسلم عن انس رضی الله تعالیٰ عنه عن النبي ﷺ إن إبراهيم ابني وإنه مات في الثدي وإن له ظئرين يكملان رضاعه في الجنة۔[28]

بایں ہمہ یہ باتیں نافی استحالہ ہیں نہ مثبت وقوع، قول بالوقوع تاوقتیکہ نقل ثابت نہ ہو جزاف (من گھڑت) وبے اصل ہے۔ والله تعالیٰ أعلم

زنبیل ارواح چھین لینا خرافاتِ مخترعہ جہال سے ہے سیدنا عزرائیل علیہ السلام رُسل ملائکہ سے ہیں اور رُسل ملائکہ اولیاءِ بشر سے بالاجماع افضل۔ مسلمان کو ایسے اباطیل واہیہ سے احتراز لازم۔ والله الهادي

تنبیہ: بنائے انکار یہ طرز ادا ہے ورنہ ممکن کہ سیدنا عزرائیل علیہ السلام نے کچھ روحیں بامرِ الٰہی قبض فرمائی ہوں اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی دعا سے باذنِ الٰہی پھر اپنے اجسام کی طرف پلٹ آئی ہوں۔ احیاءِ مردہ حضور پرنور و دیگر محبوبانِ خدا سے ایسا ثابت کہ جس کے انکار کی گنجائش نہیں۔ یونہی ممکن کہ حضرت ملک الموت نے بنظر صحائف محو واثبات قبض ارواح شروع کیا اور علم الٰہی میں قضا نے ابرام نہ پایا تھا۔ بابرکت دعائے محبوب رضی اللہ عنہ قبض سے بعض رکھے گئے ہوں۔ امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتابِ مستطاب "لواقع الانوار" میں حالات حضرت سیدی شیخ محمد شربینی قدس سرہ میں لکھتے ہیں:

لما ضعف ولده أحمد وأشرف على الموت وحضر عزرائيل لقبض روحه قال له الشيخ ارجع إلى ربك فراجعه فإن الأمر نسخ فرجع عزرائيل وشفي أحمد من تلك الضعفة وعاش بعدها ثلاثين عاما[29]

یعنی جب ان کے صاحبزادے احمد ناتواں ہو کر قریب المرگ ہوئے اور حضرت عزرائیل علیہ السلام ان کی روح قبض کرنے آئے۔ حضرت شیخ نے ان سے گزارش کی کہ اپنے رب کی طرف واپس جائیے اس سے پوچھ لیجئے کہ حکم موت منسوخ ہو چکا ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام پلٹ گئے صاحب زادہ نے شفا پائی اور اس کے بعد تیس برس زندہ رہے۔ والله تعالیٰ أعلم

یونہی جس کا عقیدہ ہو کہ حضور پرنور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ حضرت جناب افضل الاولیاء المحمدیین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل یا ان کے ہمسر ہیں گمراہ بدمذہب ہیں سبحان اللہ! اہل سنت کا اجماع ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ امام الاولیاء مرجع العرفاء امیر المؤمنین مولی المسلمین سیدنا مولیٰ

(28)مسند أحمد، مسند المكثرين من الصحابة، مسند أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه، 152/19، رقم الحديث 12102، مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، 1421ھ 2001م.
صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب رحمته صلى الله عليه وسلم الصبيان والعيال وتواضعه وفضل ذلك، 1808/4، رقم الحديث 2316، دار إحياء التراث العربي بيروت.
(29)لواقح الأنوار في طبقات الأخيار، ومنهم الشيخ محمد الشربيني، 118/2، مكتبة محمد المليجي الكتبي وأخيه مصر، 1315ھ.

علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے بھی اکرم وافضل واتم واکمل ہیں جو اس کا خلاف کرے اسے بدعتی، شیعی، رافضی مانتے ہیں نہ کہ حضور غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کو تفضیل دینی، معاذاللہ انکار آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ وخرق اجماع اُمت مرحومہ ہے۔ ولا حول ولا قوۃ إلا باللّٰه العلي العظیم

یہ مسکین اپنے زُعم (گمان) میں سمجھا کہ میں نے حق محبت حضور پرنور سلطان غوثیت رضی اللہ عنہ کا ادا کیا کہ حضور کو ملک مقرب پر غالب یا افضل الصحابہ سے افضل بتایا حالانکہ ان بیہودہ کلمات سے پہلے بیزار ہونے والے حضور سیدنا غوث الاعظم ہیں۔ رضی اللہ عنہ، وباللّٰه التوفیق

رہا شبِ معراج میں رُوح پُرفُتُوح (بابرکت روح) حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی حاضر ہو کر پائے اقدس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نیچے گردن رکھنا اور وقت رکوبِ براق یا صعودِ عرش زینہ بننا شرعاً وعقلاً اس میں کوئی اِستِحالَہ (محال) نہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ اگر منتہائے عروج ہے تو باعتبارِ اجسام نہ بہ نظر ارواح عروج روحانی ہزاروں اکابر اولیاء کو عرش بلکہ مافوق العرش تک ثابت وواقع جس کا انکار نہ کرے گا مگر علوم اولیاء کا منکر بلکہ باوضو سونے والے کے لئے حدیث میں وارد ہے کہ اس کی روح عرش تک بلند کی جاتی ہے[30] ایسے ہی سجدہ میں سوجانے والے کے حق میں آیا، نہ اس قصے میں معاذاللہ کوئی بوئے تفضیل یا ہمسری (برابری) حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے لئے نکلتی ہے نہ اس کی عبارت یا اشارت سے کوئی ذہن سلیم اس طرف جاسکتا ہے کیا عجب سواری براق سے بھی یہی معنی تراشے جائیں کہ یہ اُوپر جانے کا کام حضرت جبرئیل علیہ السلام اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انجام کو نہ پہنچا براق نے یہ مہم سرانجام کو پہنچائی تو در پردہ اس میں براق کو تفضیل دینا لازم آتا ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ نفس نفیس نہ پہنچ سکے اور براق پہنچ گیا اس کے ذریعے سے حضور کی رسائی ہوئی نعوذ باللہ منہ یا ھذا خدمت کے افعال جو بہ نظر تعظیم واجلال سلاطین بجالائے جاتے ہیں کیا ان کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ بادشاہ ان اُمور میں عاجز اور ہمارا محتاج ہے علاوہ بریں کسی بلندی پر جانے کے لئے زینہ بننے سے یہ کیونکر مفہوم کہ زینہ بننے والا خود بے زینہ وصول پر قادر نَرْدُ بان (بلندی، سیڑھی) ہی کو دیکھئے کہ زینہ صعود ہے اور اصلاً صعود پر قادر نہیں۔

فرض کیجئے اگر ہنگام بت شکنی حضرت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عرض قبول فرمائی جاتی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے دوش مبارک پر قدمِ اکرم رکھ کر بت گراتے تو کیا اس کا یہ مفاد ہوتا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو معاذاللہ اس کام میں عاجز اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ قادر تھے۔ غرض ایسے معنی محال نہ ہر گز عبارت قصہ سے مُستَفاد نہ اس کے قائلین بے چاروں کو مراد۔ واللّٰه الهادي إلیٰ سبیل الرشاد۔

یہ بیان تو ابطال استحالہ واثباتِ صحت بمعنی امکان کے متعلق تھا۔ رہا اس بیان کی روایت کی نسبت بقیہ کلام وہ فقیر غفرلہ' کے مجلد دوم "العطایا النبویه فی فتاوی الرضویه" کتاب مسائل شتی میں مذکور کہ یہ سوال بھی اوجین[31] سے آیا اور اس کا جواب قدرے مفصل دیا گیا تھا۔ خلاصہ مقصد اس کا مع بعض زیاداتِ جدیدہ نفیسہ یہ کہ اس کی اصل کلمات بعض مشائخ میں مسطور اور اس میں عقلی وشرعی کوئی استحالہ نہیں بلکہ احادیث واقوال اولیاء وعلماء میں متعدد بندگانِ خدا کے لئے ایسا حضورِ روحانی وارد۔

---

(30) فتاویٰ رضویہ، کتاب الزکوٰۃ، صوم، حج، فصل چہارم منی کی روانگی اور عرفہ کا وقوف، 745/10 تا 748، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(31) اوجین یا اُجّین (انگریزی: Ujjain) بھارت کا ایک آباد مقام جو ضلع اوجین میں واقع ہے۔

مسلم اپنی صحیح اور أبوداؤد طیالسی مسند میں جابر بن عبد اللہ انصاری اور عبد بن حمید بسند انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے راوی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

دخلت الجنة فسمعت خشفة فقلت ما هذه فقالوا هذا بلال ثم دخلت الجنة فسمعت خشفة فقلت ما هذه قالوا هذه الغميصاء بنت ملحان۔ (32)

میں جنت میں داخل ہوا تو ایک پہچل (قدموں کی آواز) سنی میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ ملائکہ نے عرض کیا کہ یہ بلال ہیں۔ پھر تشریف لے گیا پہچل سنی پوچھا کہا غمیصا بنت ملحان (یعنی اُم سلیم مادر انس رضی اللہ عنہما)

ان کا انتقال خلافت امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ میں ہوا۔ کماذکرہ الحافظ في التقریب (33)

امام احمد و أبو یعلی بسند صحیح حضرت عبد اللہ بن عباس اور طبرانی کبیر اور ابن عدی کامل میں بسند حسن أبو امامہ باہلی رضی اللہ عنہم سے راوی کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: دخلت الجنة ليلة أسري بي فسمعت في جانبها وجسا فقلت يا جبريل ما هذا قال هذا بلال المؤذن (34)

میں شبِ معراج جنت میں تشریف لے گیا اس کے گوشہ میں آواز نرم سنی پوچھا اے جبرئیل (علیہ السلام) یہ کیا ہے عرض کی یہ بلال مؤذن ہیں۔ (رضی اللہ عنہ)

امام احمد و مسلم و نسائی انس رضی اللہ عنہ سے راوی حضورِ والاصفات صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں:

دخلت الجنة فسمعت خشفة بين يدى فقلت ما هذه الخشفة فقيل الغميصاء بنت ملحان (35)

---

(32) صحيح مسلم , كتاب الفضائل , باب من فضائل أم سليم أم أنس بن مالك وبلال رضي الله عنهما , 1908/4 , رقم الحديث 2456 , 2457 , دار إحياء التراث العربي بيروت.
مسند أبي داود الطيالسي , ما أسند جابر بن عبد الله الأنصاري , محمد بن المنكدر عن جابر , 286/3 , رقم الحديث 1825 , دار هجر مصر , الطبعة الأولى . 1419 ه 1999 م .
المنتخب من مسند عبد بن حميد , مسند أنس بن مالك , 399/1 , رقم الحديث 1346 , مكتبة السنة القاهرة , الطبعة الأولى . 1408 / 1988 .
(33) تقريب التهذيب , الكنى من النساء , 757/1 , رقم الترجمة 8737 , دار الرشيد سوريا , الطبعة الأولى . 1406 / 1986 .
(34) مسند أحمد , ومن مسند بني هاشم , مسند عبد الله بن العباس بن عبد المطلب عن النبي صلى الله عليه وسلم , 166/4 , رقم الحديث 2324 , مؤسسة الرسالة , الطبعة الأولى . 1421 ه 2001 م .
المعجم الكبير للطبراني , باب الصاد , صدي بن العجلان أبو أمامة الباهلي , 236/8 , رقم الحديث 7923 , مكتبة ابن تيمية القاهرة , الطبعة الثانية .
الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي , يحيى بن أبي حية أبو جناب الكلبي كوفي واسم أبي حية حي , 53/9 , دار الكتب العلمية بيروت لبنان , الطبعة الأولى . 1418ه 1997م .
كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال , حرف الفاء , كتاب الفضائل من قسم الأفعال , الباب الثالث في ذكر الصحابة وفضلهم رضي الله عنهم أجمعين , الفصل الثالث في ذكر الصحابة رضوان الله عليهم أجمعين , 253/11 , رقم الحديث 33163 , مؤسسة الرسالة , الطبعة الخامسة . 1401ه/1981م .
(35) مسند أحمد , مسند المكثرين من الصحابة , مسند أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه , 278/19 , رقم الحديث 12256 , مؤسسة الرسالة , الطبعة الأولى . 1421 ه 2001 م .
صحيح مسلم , كتاب الفضائل , باب من فضائل أم سليم أم أنس بن مالك وبلال رضي الله عنهما , 1908/4 , رقم الحديث 2456 , دار إحياء التراث العربي بيروت .
السنن الكبرى للنسائي , كتاب المناقب , الغميصاء بنت ملحان أم سليم , 403/7 , رقم الحديث 8325 , مؤسسة الرسالة بيروت , الطبعة الأولى . 1421 ه 2001 م .

میں بہشت میں رونق افروز ہوا اپنے آگے ایک کھٹکا سنا پوچھا یہ کیا ہے عرض کی گئی غمیصا بنت ملحان

امام احمد ونسائی وحاکم باسناد صحیحہ اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

دخلت الجنة فسمعت فیھا قراءة فقلت من ھذا قالوا حارثة بن النعمان کذالکم البر کذالکم البر۔ (36)

میں بہشت میں جلوہ فرما ہوا وہاں قرآن پڑھنے کی آواز آئی پوچھا یہ کون ہے؟ فرشتوں نے عرض کی حارثہ بن نعمان۔ نیکی ایسی ہی ہوتی ہے۔

یہ حارثہ رضی اللہ عنہ خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں ہی راہی جِناں (داخلِ جنت) ہوئے۔

قال ابن سعد في الطبقات (37) ذکره الحافظ في الاصابة (38) ابن سعد طبقات میں ابو بکر عدوی سے مرسلاً راوی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

دخلت الجنة فسمعت نحمة من نعیم (39)

میں جنت میں تشریف فرما ہوا تو نعیم کی کھنکار سنی۔

یہ نعیم بن عبداللہ عدوی معروف بہ نحام (کہ اسی حدیث کی وجہ سے ان کا یہ عرف قرار پایا) خلافت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔

کما ذکره موسیٰ بن عقبة في المغازي عن الزهري وکذا قاله ابن إسحاق ومصعب الزبیري وآخرون کما فی الاصابة۔ (40)

سبحان اللہ! جب احادیث صحیحہ سے احیائے عالم شہادت کا حضور ثابت تو عالم ارواح سے بعض ارواح قدسیہ کا حضور کیا دور۔

امام ابو بکر ابن ابی الدنیا ابو المخارق سے مرسلاً راوی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کنز العمال في سنن الأقوال والأفعال, حرف الفاء, تابع لکتاب الفضائل من قسم الأفعال, الباب الخامس في فضل أهل البیت, الفصل الثالث في جامع مناقب النساء, 146/12, رقم الحدیث 34415, مؤسسة الرسالة, الطبعة الخامسة، 1401ه/1981م.

(36) مسند أحمد, مسند النساء, مسند الصدیقة عائشة بنت الصدیق رضي الله عنها, 96/40, رقم الحدیث 24080, مؤسسة الرسالة, الطبعة الأولی، 1421ه 2001م.

السنن الکبری للنسائي, کتاب المناقب, حارثة بن النعمان رضي الله عنه, 342/7, رقم الحدیث 8176, مؤسسة الرسالة بیروت, الطبعة الأولی، 1421ه 2001م.

المستدرك علی الصحیحین, کتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم, ذکر مناقب حارثة بن النعمان, 229/3, رقم الحدیث 4929, دار الکتب العلمیة بیروت, الطبعة الأولی، 1411 1990.

(37) الطبقات الکبری لابن سعد, طبقات البدریین من الأنصار, حارثة بن النعمان, 372/3, دار الکتب العلمیة بیروت, الطبعة الأولی، 1410ه 1990م.

(38) الإصابة في تمییز الصحابة, حرف الحاء المهملة, حارثة بن النعمان, 708/1, دار الکتب العلمیة بیروت, الطبعة الأولی, 1415ه.

(39) الطبقات الکبری لابن سعد, الطبقة الثانیة من المهاجرین والانصار ممن لم یشهد بدرا, نعیم النحام, 103/4, دار الکتب العلمیة بیروت, الطبعة الأولی، 1410ه 1990م

(40) الإصابة في تمییز الصحابة, حرف النون, نعیم بن عبد الله بن أسید, 362/6, دار الکتب العلمیة بیروت, الطبعة الأولی, 1415ه.

مررت ليلة أسري بي برجل مغيب في نور العرش فقلت من هذا ملك قيل لا قلت نبي قيل لا قلت من هو قال هذا رجل كان في الدنيا لسانه رطبا من ذكر الله وقلبه معلقا بالمساجد ولم يستسب لوالديه قط۔ [41]

یعنی شب اسریٰ میرا گزر ایک مرد پر ہوا کہ عرش کے نور میں غائب تھا میں نے فرمایا یہ کون ہے کوئی فرشتہ ہے؟ عرض کی گئی نہیں۔ میں نے فرمایا نبی ہے؟ عرض کی گئی نہیں۔ میں نے فرمایا کون ہے؟ عرض کرنے والے نے عرض کی یہ ایک مرد ہے کہ دنیا میں اس کی زبان یادِالٰہی سے تر تھی اور دل مسجدوں سے لگا ہوا اور (اس نے کسی کے ماں باپ کو بُرا کہہ کر) کبھی اپنے ماں باپ کو بُرا نہ کہلوایا.......الخ [42] (عرفانِ شریعت)

مزید احادیث موضوعہ کی معلومات کے لئے فقیر کی تصنیف ''مجموعہ احادیث وروایات موضوعہ'' کا مطالعہ فرمایئے

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۲۹ محرم شریف ۱۴۲۰ھ

بہاولپور۔ پاکستان

---

(41) الأولياء لابن أبي الدنيا, ص 38, رقم الحديث 95, مؤسسة الكتب الثقافية بيروت, الطبعة الأولى، 1413.

(42) عرفان شریعت (کامل سہ حصص)، حصہ سوم، ص 82۔88، ناشر سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ ڈچکوٹ روڈ لائل پور۔